محافظ نظام کو اصول کا پابند ہونا چاہئے

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسن نقوی صاحب قبلہ

ہمیشہ ہر نظام چاہے وہ فی نفسہٖ غلط ہو یا صحیح کسی حد تک کامیاب اسی وقت ہوسکتا ہے جب اس کے ذمہ دار، محافظ، مبلغ، اصول کے پابند ہوں۔ چاہے وہ گھریلو نظام ہو، یا جماعتی، یا ملکی نظام ہو۔ بہرحال کامیابی اسی وقت ہوسکتی ہے، جب داعی قانون ذمہ دارانہ حیثیت سے قانون پر خود بھی عامل ہو گھریلو زندگی میں نااتفاقی وناچاقی اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی اصول سے ہٹا ہوا قدم پڑے، اسی طرح ملکی نظام درہم برہم اسی وقت ہوجاتا ہے جب اس کا ناظم غیراصولی ہو تقریباً تمام تاریخ عالم اس پر شاہد ہے کہ اکثر حکومتوں کے اقتدار وزوال، ہردل عزیزی اور تنفر کا باعث یہی ہوا ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کا عروج ذمہ دارانِ وقت کے کردار ہی کی وجہ سے ہوا اور پھر مغربی سامراج کا زوال بھی شہنشاہیتوں کی بے راہ روی ہی کا نتیجہ تھا عوام پر بے جا ظلم وتعدی سرمایہ داری کی پیچ، مفلسوں کی ناحق پسپائی، اپنی شہنشاہیت اور بے جا قوت واقتدار کا بے محل تصرف، سوائے خود پرستی اور قوم پرستی اور ملک پرستی کے دوسروں کو ذلیل وخوار تصور کرنا یہی چیزیں ہیں جنھوں نے عوام کے خیالات کو یکسر بدل دیا، ذہنیتوں میں ایک انقلابی لہر دوڑادی جس کے بعد برسراقتدار حکومت کا اقتدار پسپا ہوگیا ہندوستان کا موجودہ بحرانی دور بھی اس غیراصول پرستی کا رہین منت ہے جس شخصی اقتدار سے بچنے کے لئے جس جمہور کی موت کو زندگی سے بدلنے کے لئے جس غلامی کو آزادی کا لباس پہنانے کے لئے رہنمایانِ ملک نے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک جدوجہد کی اور کامیابی حاصل کی وہی فطری حقوق، حقوق نوازی کے پردہ میں آج بھی کچلے جارہے ہیں جس کا مکمل ثبوت ملک میں ابتری، شورشیں، بے روزگاری، افلاس، اور آوارگی کے بڑھتے سیلاب ہیں۔

موجودہ جمہوری سیاست کی ہردل عزیزی بھی راہبروں کی اصول پرستی کی رہین منت تھی اور اس وقت جو کچھ بھی آثار حیات ہیں وہ بھی بعض رہنماؤں کی اصول پرستی ہی کی بدولت ہیں تمام ایشیائی نظام کی افراتفری کا بھی یہی راز ہے عرب ممالک کی ناگفتہ بہ اور مہلک صورت حال اور مغربی سیاستوں سے رسہ کشی، یہ سب کے سب سیاسی دور کے وہ تاریک پہلو ہیں جنھیں حرص وہوس کے ساتھ محافظین قانون کی بے راہ روی بھی دخیل ہے۔ اشتراکی نظام کی مقبولیت کے جہاں اور وجوہ ہیں وہاں زار روس کی تشدد پسندی اور بے جا ظلم وتعدی کی بڑھتی ہوئی آگ جس میں مفلسوں کی زندگیاں جل جل کر خاک ہورہی تھیں، مظلوم عوام کا خون چوسا جارہا تھا، اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کی پرورش کی جارہی تھی۔ ایسے تاریک اور بھیانک دور میں لینن کے خیال سے اتفاق کرتے ہوئے اسٹالن کی وہ بے مثال جدوجہد اور وہ اصول پرستی ہی تھی جس نے مظلوموں کے گھٹے

ہوئے گلوں سے سرمایہ کے سخت چنگلوں کو الگ کیا اور مزدور کی تنگ و تاریک زندگی کو منور کر دیا۔ یہ صرف اسٹالن کی اصول پرستی اور شدت سے پابندی ہی تھی جس نے نظام کو کامیاب سے کامیاب تر بنا دیا عام اس لئے کہ اس کے بنیادی اصول کیسے ہیں؟ صحیح ہیں یا غلط ہیں، مفید ہیں یا مضر ہیں لیکن ان اصولوں میں کامیابی جو ہوئی وہ شدت سے اصول پرستی و پابندی کی وجہ سے ہوئی اس کا بین ثبوت اس وقت مل جاتا ہے جب پہلے روسی انقلاب کے بعد کے دس سال کا مطالعہ کیا جائے۔ پہلی شکست کے بعد کے دس سال ایسے شدید اور پُرآشوب تھے جن میں ثابت قدمی اور پامردی بڑی مشکل بات تھی انھیں دس سالوں میں لینن اور اسٹالن نے وہ جہد مسلسل کی جس کے نتیجہ میں روپوش رہ کر انقلابی پارٹی کو مضبوط بناتے رہے۔ بالشویک روش کے اہم فرائض انجام دیتے رہے، محنت کش اور مزدور طبقہ کی نگہداشت و پرداخت کرتے رہے اس ذیل میں ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۳ء کے درمیانی عرصہ میں اسٹالن سات بار گرفتار اور چھ بار جلاوطن کیا گیا لیکن ان مصائب کا پامردی سے مقابلہ کرتا رہا اور اپنی تحریک کی زندگی میں اپنی زندگی ختم کر کے بچاتا اور بڑھاتا رہا۔ اسٹالن خود کہتا ہے مجھے ۱۹۱۷ء کا سال یاد آتا ہے۔ ایک جیل سے دوسری جیل، جلاوطن کی ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتے رہنے کے بعد، پارٹی کے ایما پر ہمیں لینن گراڈ منتقل کیا گیا روسی محنت کشوں کی محبت اور دنیا بھر پرولتاریہ کے عظیم استاد کامریڈ لینن کے قریب میں پرولتاریہ اور سرمایہ دار طبقہ کی عظیم کشاکش کے طوفان اور سامراجی جنگ کے عین درمیان میں میں نے پہلی بار سیکھا کہ محنت کش جماعت کی عظیم پارٹی کے لیڈر ہونے کے کیا معنی ہیں؟ دبے کچلے ہوئے عوام کے نجات دہندہ اور تمام دنیا کے محنت کشوں کی جدوجہد کے بانکے مجاہد روسی مزدوروں کی محبت میں، میں نے تیسری بار انقلابی درس لیا۔ روس میں لینن کی رہنمائی میں، میں انقلاب کے فن کا ماہر بنا۔ (ص ۸۲ سوانح حیات اسٹالن)

یہ ایک نفسیاتی ردعمل ہے کہ جب بھی کسی مانوس چیز کو ایک دم سے الگ کر دیا جائے اور کوئی نئی چیز مسلط کر دی جائے تو ذہن میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ چہ جائے کہ وہ اصول جن کی بنا پر سیکڑوں برس سے انسان اپنی زندگی بسر کر رہا تھا جو انسان کی زندگی کے ہر ہر شعبہ پر چھایا ہوا تھا جس کی بنا پر زندگی کے دیگر اصول مرتب کئے گئے تھے جب وہ فرسودہ اصول ایک دم سے بدل ڈالا گیا جس کے بعد پوری زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب کا پیدا ہونا یقینی تھا۔ اور ایسا ہوا بھی کہ وہ پرانا نظام زندگی جیسے ہی بدلا فوراً ہی ایک طوفانی لہروں پر زندگی آ کر تھم گئی۔

ذہن میں ایک انتشاری کیفیت پیدا ہوگئی وہ انسان جس کی ذہنیت سرمایہ داری، یا سرمایہ پرستی کے حدود میں سیکڑوں برس سے پرورش پا رہی تھی اس کے لئے مزدور پسندی ذہنی کشمکش کا ایک ناقابل عبور پرشور دریا تھا اسی نفسیاتی ردعمل کے بطور جیسے ہی پرانا اصول ختم ہوا اور لینن ازم کی کچھ صورت قائم ہوگئی، نظام کا کچھ نفاذ ہو چکا تو ہر ہر شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا، نئی نئی پارٹیاں بننے لگیں، کچھ تو سرمایہ داروں سے مصالحت کے جواز کے حامل تھے کچھ شہنشاہ وقت کی جماعت کے تھے، کچھ سرمایہ دار اپنے اقتدار کو ختم ہوتے دیکھ کر اپنی ایک الگ جماعت بنانے کی کوشش کر رہے تھے کبھی یہ سب مل کر حکومت وقت کے ہاتھ مضبوط کرنے لگتے تھے اور کچھ خالص کامریڈ تھے، کچھ اور۔ پھر ملک کے غنڈوں اور آوارہ منش لوگوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا دوسری طرف قرب و جوار کی حکومتیں اپنے

اقتدار کوٹھیس لگتے دیکھ کر الگ حملہ آور ہوگئی تھیں ان سب محاذوں پر کبھی اسٹالن نے ایک بے مثال جرنل، اور کبھی ایک نباض سیاست اور کبھی ایک بے نظیر مدبر ملکی کے فرائض انجام دے کر حالات کے انتشار سے پورے طور پر جم کر مقابلہ کیا، حالانکہ یہ یاد رہے کہ انسان اپنی ذہنی یکسوئی سے اکتا کر جس طرح زندگی کے معمولی شعبوں میں تبدیلیاں چاہتا رہتا ہے اسی طرح پورے نظام ملکی میں بھی تبدیلیاں پسند کرتا ہے اس کا حقانیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہی آج بھی لینن ازم اور مارکسزم میں تبدیلیاں کی جارہی ہیں اور نہ جانے آئندہ کتنی تبدیلیاں ہوتی رہیں گی یہی تبدیلیاں سابقہ نظام کی غیر جامعیت او رغیر ہمہ گیری کی دلیل ہیں نظام اشتراکیت صرف انسانوں کی ایک جماعت کے وہم وخیال سے عالم وجود میں آیا اسی وجہ سے صرف ایک جماعت کا معین ومددگار بن کر رہے گا لیکن دوسری جماعت کے احساسات کو جس سے تسکین نہ ہوسکی۔ بلکہ اس جماعت کو کچلنے آیا، تباہ وبرباد کرنے آیا وہ پہلی جماعت مزدوروں اور مزدور پرستوں کی جماعت تھی، اور یہ دوسری جماعت سرمایہ داران اور سرمایہ پرستوں کی ہے لہٰذا پہلی جماعت کے لئے خارجی طور پر نظام اشتراکیت مفید ثابت ہوا اور دوسری جماعت کے لئے مضر ثابت ہوا یہی عدم وغیر جامعیت کا راز وثبوت ہے۔

پابندی اصول اور ذمہ دارانہ قوانین پر سختی سے عمل حسب ذیل واقعہ سے پوری طرح ہوتا ہے خود اسٹالن نے عہد کیا ہے اور جماعت سے عہد لیا ہے۔

جب ۲۱رجنوری ۱۹۲۴ء کو بالشویک پارٹی کے رہنما، لینن نے ماسکو کے قریب گورکھی کے گاؤں میں وفات پائی تو اسٹالن نے بالشویک اور تمام پرولناری جھنڈے کو اور زیادہ بلند کیا اس کے بعد اسٹالن کو لینن کا جانشین بنایا گیا سوویئوں کی دوسری کل یونین کانگریس کے ایک ماتمی جلسہ میں جو ۲۴رجنوری کو منعقد ہوا۔ اسٹالن نے پارٹی کے نام پر حلف اٹھاتے ہوئے کہا ہم سے رخصت ہوتے وقت کامریڈ لینن نے ہدایت کی تھی کہ ہم پارٹی ممبر ہونے کے عظیم خطاب کی عظمت کو باقی رکھیں اور اس کی پاکیزگی کی حفاظت کریں۔ کامریڈ لینن! ہم عہد کرتے ہیں کہ اس ہدایت کو نہایت خوبی سے پورا کریں گے۔ وہ ہم سے رخصت ہوتے ہوئے کامریڈ لینن نے ہدایت کی تھی کہ ہم پارٹی کے اتحاد کو اپنی آنکھ کے تل کی طرح محفوظ رکھیں ہم کامریڈ لینن! عہد کرتے ہیں کہ اس ارشاد کو بھی بذریعۂ اتم پورا کریں گے۔ کامریڈ لینن نے ہم سے رخصت ہوتے ہوتے پرولناری ڈکٹیٹر شپ کی حفاظت کرنے اور اسے مضبوط بنانے کا حلف لیا تھا۔ کامریڈ لینن! ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم اس فرمان کو بھی عصمت سے پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں گے۔ کامریڈ لینن نے ہم سے رخصت ہوتے ہوئے درخواست کی تھی کہ ہم پوری قوت سے مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد کو مضبوط رکھیں۔ کامریڈ لینن! ہم عہد کرتے ہیں کہ اس ہدایت کو بھی عصمت سے پورا کریں گے (ص ۱۲۴)۔ کامریڈ لینن نے ہم سے رخصٹ ہوتے ہوئے ہم کو ہدایت کی تھی کہ ہم بین الاقوامی کمیونزم کے وفادار رہیں کامریڈ لینن! ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم دنیا بھر کے محنت کشوں کی جماعت، کمیونسٹ انٹرنیشنل کو مضبوط بنانے اور بڑھانے کے لئے اپنی زندگیاں تک قربان کردیں گے (ص ۱۲۵) اور اسٹالن کی رہنمائی میں پارٹی نے اپنے عہد کو وفاداری کے ساتھ پورا کیا اور پورا کرتی رہتی ہے۔ (ص ۱۲۵)

مذکورہ بالا اقتباسات سے میرا سردست یہ ثابت کرنا

مقصود اصلی نہیں کہ اسٹالن نے اپنے اصولوں پر عمل کیا اور کسی حد تک اپنے نظام سے وفاداری برتی، مجھے تو یہ دکھانا ہے کہ ہر نظام کے ذمہ دار، حامل مبلغ، کو انتہائی اصول پرست ہونا چاہئے۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ اسٹالن نے اپنے اصولوں پر سختی سے پابندی نہیں کی تب بھی کم از کم یہ تو ثابت ہی ہو گیا کہ ہر ناظم کو اس کا عہد تو ضرور کرنا ضروری ہی ہے کہ وہ پابند رہے گا۔ اصول پرستی کرے گا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ کسی ناظم کا یہ وعدہ کرنا کہ وہ بااصول رہے گا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ فطرۃً کسی ناظم کے لئے بااصول ہونے کو شدید ضروری تصور کرتا ہے بعد کی بے اصولیاں جو ظاہر ہوتی ہیں وہ درحقیقت غیر فطری محرکات کا نتیجہ تھیں، خارجی، اور مادی وجوہ کی وجہ سے بے اصولی ہوئی ہے یہ بے اصولیاں اس صحیح فطری تقاضے کو بس اسی حد تک مجروح کرسکتی ہیں جس حد تک بااصول ہونے سے فوائد پہنچ سکتے ہیں فطرت کی وہ پکار کہ ہر ناظم کو بااصول ہونا چاہئے اپنی جگہ پھر بھی مسلمہ رہے گی۔ اگر مذکورہ وصیتوں پر غور کیا جائے تو وہ دماغ جو ایک بہترین نظام کا خالق تھا، ایک بہترین اصول کا موجد تھا، وہ جہاں اصول کو بحیثیت اصول کے بہتر سے بہتر بنانا چاہتا تھا وہاں ناظم اور مبلغ کو بھی ویسا ہی پختہ کار اور شدید ترین اصول پرست دیکھنا چاہتا ہے۔ لینن نے وصیت کی تھی کہ پارٹی کے اتحاد کی اپنی آنکھ کے تل کی طرح حفاظت کی جائے آنکھ ایک وہ نازک حالہ ہے جس پر ایک ہلکی سی بھی بے اعتدالی اور بے احتیاطی اثر انداز ہوکر خرابیاں پیدا کر دیتی ہے اسی طرح پارٹی کے ذمہ دار کی ذرا سی بھی غلطی ہلکی سی بھی لغزش پورے نظام کو درہم و برہم کر دیتی ہے۔ لہٰذا جس طرح آنکھ کے تحفظ کے لئے احتیاط کی ضرورت ہے، اسی طرح کسی پارٹی میں بقائے حیات کے لئے ناظم کو انتہائی بااصول ہونے کی ضرورت ہے جس طرح کسی نظام کو تشکیل دیتے وقت تمام غیر فطری محرکات، تمام انسانی خواہشات، تمام مادہ علائق کو نظر انداز کر دینا ضروری ہے، اسی طرح کسی ناظم کے لئے بھی بحیثیت ناظم تمام خواہشات اور تمام مادی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوکر عمل کی ضرورت ہے۔

لینن کی وصیتیں بظاہر پوری پارٹی سے متعلق ہیں، لیکن اگر غور کیا جائے تو ذمہ دار نظام سے زیادہ متعلق ہیں، اس لئے کہ جب ایک معمولی رکن، ایک عام ممبر کے لئے پارٹی کے اصول کا تحفظ ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ آنکھ کے تل کا تحفظ بقائے بصارت کے لئے۔ تو جو ناظم ہے؟ جس کے سپرد قانون ہے؟ اس کو تو بدرجۂ اولیٰ پابند ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ پارٹی کے معمولی ممبروں کی غلطیاں، صرف افراد کی غلطیاں ہوں گی لیکن ناظم کی غلطی نظام کی غلطی بن جائے گی۔

معلوم ہوا کہ کسی نظام کے ممبر کی غلطی اتنی باعث ہلاکت نہیں ہوسکتی جتنی ناظم کی غلطی موجب ہلاکت ہوجاتی ہے لہٰذا محافظ اصول کو انتہائی قوانین کا پابند ہونا چاہئے۔

اب اگر غور کیا جائے کہ اسٹالن نے کس حد تک اپنے اصول کی پابندی کی؟ تو اس کا صحیح اندازہ نظام کی کامیابی کے حدود سے لگایا جاسکتا ہے۔ بس جس حد تک نظام کامیاب ہوا، اسی حد تک ناظم نے اصول پرستی کی اور جس جہت سے اصول ناکامیاب رہا اسی حد پر ناظم کی غیر اصول پرستی کا اظہار ہو گیا اصول کی خامیاں اپنی جگہ ہیں لیکن ان اصولوں کی خامیوں کے ساتھ ساتھ جہاں وہ نظام ناکامیاب ہوا، وہاں وہاں ناظم کی بے اعتدالی بھی تھی۔ جو اس وقت لینن ازم میں تبدیلیاں کی جارہی ہیں، یہ تو یقینی ہے کہ وہ آج ہی کی پیداوار نہیں ہیں بلکہ

(بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ ۱۸ پر)

حادثہ پیش آ گیا ہے۔فرمایا اے ضعیف!اس کے کلام کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ جواب دیا ہمیشہ تسبیح و تحلیل کرتا تھا اور جب میرے ساتھ بیٹھتا تھا تو کہتا تھا ایک مسکین دوسرے مسکین کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ایک غریب دوسرے غریب کے ساتھ ہم نشینی کر رہا ہے۔

آن حضرتؑ نے جواب دیا اے ضعیف!وہ شخص علی بن ابی طالب تھے۔ وصی محمد مصطفی۔ پیر مرد نے پوچھا آن حضرتؑ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آ گیا ہے کہ آج تین دن ہو گئے اور وہ نہیں آئے۔

فرمایا ایک شقی نے ان کو ضربت لگائی اور آن حضرتؑ کی شہادت ہو گئی۔ابھی ہم لوگ ان کے دفن سے واپس آرہے ہیں۔وہ ضعیف شخص اس جانگداز خبر کو سن کر پیچ وتاب کھانے لگا اور خود کو زمین پر گرا دیا اور کہنے لگا میری یہ قدر و منزلت کہ امیرالمومنینؑ میری احوال پرسی کریں۔حسنین علیہما السلام اس شخص کو تسلی دے رہے تھے لیکن وہ بے چین تھا۔اس نے کہا آپ کو آپ کے جد بزرگوار اور آپ کے والد کی روح کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے ان کی تربت تک لے چلو۔تاکہ میں ان کی زیارت کرلوں۔دونوں امام رہنما نے اس شخص کا ایک ایک ہاتھ پکڑا اور حضرت علیؑ کی قبر تک لے گئے۔

پیر مرد نے خود کو آن حضرتؑ کی قبر پر گرا دیا اور بہت رویا اور کہنے لگا پالنے والے!بحق صاحب قبر!میری روح کو قبض کر لے میں ان کی جدائی کی تاب نہیں رکھتا ہوں۔اس نے نقد جان کو طبق اخلاص پر رکھ کر اس قبلہ گاہ خاص و عام کے مرقد پر نثار کر دیا۔

(جاری)

(بقیہ۔۔۔محافظ نظام کو اصول کا پابند.................)

ایسی اہم تبدیلیاں خود دلیل ہیں کہ ایک طویل مدت سے وہ ذہنوں میں پرورش پا رہی تھیں یعنی خود اسٹالن کی زندگی ہی میں یہ تبدیلیاں ذہنوں میں تھیں اور کچھ مخصوص ذہنوں میں نہیں بلکہ اکثریت کی ذہنیتیں اسی اعتبار سے پرورش پا رہی تھیں اور اگر اکثریت اس خیال کی حامل نہ تھی تو بعد کو عملی طور پر ان تبدیلیوں کا ظہور (کی منظوری) نہ ہوتا جب کہ ہر شئے کی بنا اکثریت کے رجحان پر ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ اکثریت ان تبدیلیوں کو اپنائے ہوئے تھی اور اکثریت بغیر ہم خیال بنائے ہوئے وجود میں نہیں آسکتی لہٰذا معلوم ہوا کہ افراد کے خیال کا اس طرح اظہار بھی کیا جاتا تھا، تاکہ اکثریت ہم خیال بنتی جائے اور پارٹی کا یہ اصول کہ کسی بھی مخالف خیال کو، کسی بھی طرح فوراً ختم کر دیا جائے ،تشنۂ عمل رہ گیا۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ تبدیلیاں نظام کی کوتاہی کی وجہ سے ہیں تب بھی اسٹالن کی بے اصولی اس موقع پر بہر حال ظاہر ہو جاتی ہے اس لئے کہ تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی لینن کی وصیت تھی کہ پارٹی کے اتحاد کو برقرار رکھا جائے لہٰذا اگر نظام میں کوئی کوتاہی تھی تو اس میں اعتدالی طور پر ایسی غیر محسوس طریقہ پر تبدیلیاں کی جاسکتی تھیں جس سے مخالف ذہنیتیں تسکین پالیتیں اور اس کی بہر حال نظام میں اجازت تھی اور اگر یہ کہا جائے کہ نہیں نظام کی کوتاہی نہیں ہے بلکہ نظام نے ان خیالوں کی تسکین بھی کی ہے تب (پھر) بھی ناظم کی کوتاہی ہے، اس لئے کہ جب نظام نے مخالف ذہنوں کے لئے کچھ اصول رکھے تھے تو آخر کیوں نہ ان ذہنوں کو تسکین دے گی؟

ہاں یہ بھی حقیقت ہے کہ جب شدید اصول پرست اور انتہائی پارٹی کا وفادار اسٹالن تھا۔شاید ہی اس پارٹی کو ویسا اصول پرست کوئی دوسرا ملے۔ یہ کامیابی اسٹالن کی اصول پرستی اور جفاکشی ہی کی رہین منت ہے۔ پھر بھی انسان سے کچھ غیر محسوس سی ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں جو آگے چل کر بھیانک صورت اختیار کر لیتی ہیں مگر ایسی غلطیوں سے انسان مجبور ہی ہوتا ہے۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو صرف کسی ناظم کو، مبلغ کو، حامل قانون بن جانے کے بعد ہی بااصول اور پختہ کار رہنا کافی نہیں بلکہ جس طرح موجودہ دور حیات کو قابل اطمینان ہونا چاہئے اسی طرح گذشتہ اور آئندہ زندگی کو بھی بااصول اور اغلاط سے پاک و صاف ہونا چاہئے۔ ۞۞۞ ۞۞۞